

اللہ والوں کے قلوب کی خوشیوں کا راز

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com



بہ فیضِ صحبتِ ابرار، یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: اللہ والوں کے قلوب کی خوشیوں کا راز

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدِّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطبِ زماں مجددِ دوراں حضرتِ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: ۱۴/ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۲/ جنوری ۱۹۹۰ء

مقام: مسجد اشرف گلشن اقبال کراچی

موضوع: اللہ والوں کے قلوب کی خوشیوں کا راز

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات　　　　　صفحہ نمبر



اللہ والوں کے قلوب کی خوشیوں کا راز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○

(سورۃ التوبۃ، آیت:١١٩)

وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

(سورۃ العنکبوت، آیت:٦٩)

علامہ یوسف بنوریؒ کے معارف مثنوی کے متعلق تاثرات

ابھی آپ حضرات کو جو کتاب سنائی جارہی تھی یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور میرے بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے میرے ہی قلم سے لکھوائی ہے اور اتنی مقبول ہوئی ہے کہ بڑے بڑے علماء بھی اس کتاب سے مسرور ہوئے۔ مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر محدثین میں سے ہیں انہوں نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ اس کتاب کے شروع میں چھپا ہے کہ اس کتاب کے دیکھنے کے بعد مجھے اس کتاب کے مصنف سے ایسی عقیدت ہوئی جس کا میں تصور بھی نہیں کرسکتا، میرے فارسی کے جو اشعار علامہ بنوری نے پڑھے وہ سنا دیتا ہوں، جب علامہ بنوری صاحب نے میری کتاب ''معارف مثنوی'' جو مثنوی مولانا روم کی شرح ہے کھولی تو اس وقت میرے شیخ شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم بھی موجود تھے اور اختر بھی تھا، تو

مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب کتاب کھولی تو اس میں میرا ہی ایک شعر نکل آیا۔

اہلِ دل کون لوگ ہیں؟

اہلِ دل آں کس کہ حق را دل دہد
دل دہد او را کہ دل را می دہد

یعنی اہلِ دل کون لوگ ہیں؟ اللہ والے ہیں۔ اللہ والوں کو اہلِ دل کیوں کہتے ہیں؟ اللہ والوں کو کہتے ہیں کہ یہ بڑے اہلِ دل ہیں تو ان کو اہلِ دل کیوں کہا جاتا ہے؟ کیا کوئی ایسا انسان ہے جس کے سینہ میں دل نہ ہو؟ شرابی، کبابی، زانی، بدکار بلکہ جانور تک کے سینوں میں دل ہوتا ہے لیکن اللہ والوں ہی کو اہلِ دل کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کا جواب میں نے اپنے شعر میں پیش کیا تھا۔

اہل دل آں کس کہ حق را دل دہد

اہلِ دل وہ ہیں جو اپنا دل اللہ تعالیٰ پر قربان کرتے ہیں، یعنی دل کی حرام خواہشات اللہ پر فدا کرتے ہیں، اللہ والے اللہ کو دل بھی دیتے ہیں اور دل کے برتن میں جو بری بری خواہشات ہیں وہ سب بھی اللہ پر قربان کر دیتے ہیں، اللہ کی مرضی کے خلاف کام کر کے اپنا جی خوش نہیں کرتے، اپنی خوشیوں کو جلا کر خاک کر دیتے ہیں اور اپنے مالک کو خوش کرتے ہیں۔ آپ بتائیے! خوشی کا پیدا کرنے والا، خوشی کا خالق کون ہے؟ اللہ ہے۔ تو جو خالقِ خوشی کو خوش کر لیتا ہے اور اپنی خوشی کو قربان کر دیتا ہے، تو وہ خالقِ خوشی جس بندہ سے خوش ہو جاتا ہے تو اس بندہ کی خوشی کے عالم کا کیا عالم ہوگا، جو ہر وقت خوشی پیدا کرنے والے کو خوش کرتا ہے اس بندہ کا دل بھی ہر وقت خوش رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سارے عالم کی مخلوق کو اپنے اس بندہ کے قدموں میں آنے کے لئے

مضطر فرما دیتے ہیں۔ اور جو اپنا دل گناہوں سے خوش کرتا ہے تو اس کے دل کے عذاب کا عالم بھی نہ پوچھئے۔

اللہ والوں کے قلوب کی خوشیوں کا راز

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے اَبرار کا عالم

نیک بندوں کی دنیا نور سے بھری ہوئی ہے اور گنہگاروں کی دنیا پر اندھیروں کی، ظلمات کی تہہ بہ تہہ چڑھی ہوئی ہیں، کیونکہ اس بندہ نے خالقِ خوشی کو ناخوش کیا، تو کیا یہ ایسا شخص خوش رہ سکتا ہے؟ اے کاش! اتر جائے تیرے دل میں میری بات، اور صرف یہی نہیں کہ آپ کے دل میں اترے، ہمارے دل میں بھی اتر جائے، اے کاش میرے دل میں اتر جائے میری بات۔ تو اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے دیکھو کہ دل کیسے خوش رہتا ہے ؎

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے درد سا اکثر رہتا ہے
اور اہل صفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

دنیا میں لوگ سب سے زیادہ بادشاہوں کی خوشیوں پر رشک کرتے ہیں، حالانکہ ان کے سینوں میں نافرمانئ حق کے گندے پانی کی نہریں جاری ہیں، گٹر لائن جاری ہے، بدبو ہی بدبو ہے، آنکھوں سے ظلمات اور چہرے سے ظلمات نظر آتے ہیں، جس زمین پر گناہ کرتا ہے اس زمین کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت ملتی ہے اور جس کے ساتھ گناہ کرتا ہے وہ بھی ساری زندگی لعنت بھیجتا ہے۔

حرام خواہشات کے خون کرنے کا انعام

اور اللہ والوں کے سینوں میں نور کا دریا بہتا ہے۔ اس لئے دوستو! اہلِ دل ان کو کہا جاتا ہے جو اپنے دل کو حرام خواہشات سے خالی کرلیں، بڑے

آدمی کو خالی برتن تھوڑے ہی دیا جاتا ہے لہٰذا دل میں جو کچھ حرام خواہشات ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ پر فدا کردو۔ اب آپ کہیں گے کہ خونِ تمنا کرنے سے کیا ملے گا، اگر میں اپنی ناجائز خوشیوں کا خون کرلوں تو اس خونِ تمنا سے مجھے کیا ملے گا؟ آپ کو جو ملے گا اس کو اختر نے ایک شعر میں پیش کیا ہے، یہ شعر حیدرآباد دکن میں ہوا تھا ؎

ہائے جس دل نے پیا خونِ تمنا برسوں
اس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہوں گے

یعنی اللہ اس کو ایسا محبت کا درد عطا فرماتا ہے کہ کمزور ایمان والے اس کی صحبت سے مضبوط ایمان والے بن جائیں گے اور کافر مومن ہوجائیں گے۔

قربِ الٰہی، خونِ تمنائے حرام پر موقوف ہے

ارے! عمل کرکے تو دیکھو، ان فانی چیزوں پر انگور کے کیڑے کی طرح بے وقوفانہ، احمقانہ زندگی مت گذارو۔ ایک بے وقوف احمق کیڑا انگور کھانے چلا، علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کو انگور کھانا تھا تو انگور کے درخت پر انگور اوپر ہوتا ہے اور ہرے بھرے پتے نیچے ہوتے ہیں، انگور نیچے نہیں ہوتا، وہ کیڑا ابھی ہرے رنگ کا ہوتا ہے، اب اس کیڑے کو ہرے ہرے پتے پر بھوک لگی تو اس نے پتہ کھانا شروع کردیا، انگور کا تھوڑا سا ذائقہ اس کے پتے میں بھی ہوتا ہے، جیسا پھل ہوتا ہے ویسے ہی اس کے پتے ہوتے ہیں یعنی پتے میں پھل کے کچھ اثرات ہوتے ہیں، تو وہ کیڑا اپنی بے وقوفی سے یہ سمجھا کہ یہی انگور ہے، پھر ساری زندگی اسی پتے کو کھا کھا کر مرگیا، اسی پتے پر اپنا قبرستان بنا گیا اور انگور سے محروم رہا۔ جو لوگ اپنے نفس کی خواہشات کے پتے کھاتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے انگور کی طرف

پیش قدمی نہیں کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم مر جائیں گے، اگر آپ کی پیش رفت، اگر آپ کی پیش قدمی، اگر آپ کے جرأت مندانہ قدم آگے نہیں بڑھیں گے تو انہیں غلاظتوں میں ہمیشہ پڑے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے انگور سے محروم رہو گے، اور وہ تو جانور تھا تم انسان ہو کر جانوروں سے بدتر عمل کرو گے تو خواہشات کے گٹروں میں قبرستان بنا کر مر جاؤ گے۔

تو دوستو! اللہ والوں کو اس لئے اہلِ دل کہا جاتا ہے کہ جس نے دل بنایا، اور دل کس نے بنایا؟ اللہ تعالیٰ نے۔تو دل کس پر فدا کرنا چاہیے؟ دل تو بنائے اللہ تعالیٰ اور دے دو غیروں کو اسی لئے پٹائی ہوتی ہے ؎

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ! عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

اور لگاؤ غیر اللہ سے دل، اور وی سی آر اور سینما دیکھو، اور ٹیڈیوں سے دل لگاؤ، پھر دل پر ہر وقت ہتھوڑے پڑیں گے، نیند حرام ہو جائے گی اور مغزِ دماغ میں ہر وقت ایسی بے چینی رہے گی جیسے کوئی کھونٹا ٹھونک رہا ہو، بدحواس ہو جاؤ گے، ویلیم فائیو بھی کب تک کام کرے گی، پھر گھبرا کر یہ کہہ اٹھو گے کہ اب تو مر جائیں گے ؎

اب تو گھبرا کہ یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

مجلس شیخ کا ادب

میری بات آنکھیں کھول کر سنو، میری گذارشات میں یہ چیز داخل ہے کہ جو حضرات میری بات سننے کے لئے دور دور سے آئے ہیں وہ آنکھیں کھول کر سنیں کیونکہ آنکھیں بند کرو گے تو اس سے ہم کو نقصان پہنچتا ہے، آپ کی

نظر سے مجھے جو فیض ہوتا ہے اس سے آپ ہمیں محروم کررہے ہیں، اس لئے اگر مسلسل نہ دیکھو تو کبھی کبھی نظرِ عنایت ڈال لیا کرو، تھوڑی دیر کے بعد ایک نظر دیکھ لیا کرو۔

اِدھر دیکھ لینا اُدھر دیکھ لینا
پھر اُن کا مجھے اک نظر دیکھ لینا

بزرگوں نے منع کیا ہے کہ آنکھیں بند کرکے وعظ مت سنو، اس سے نیند کا غلبہ بھی ہوسکتا ہے کیونکہ جیسی شکل بناؤ گے ویسی حقیقت اتر آنے کا اندیشہ ہوتا ہے، کبھی کسی زمانہ میں ایسا نہیں ہوا کہ کوئی مرد عورت بن گیا ہو لیکن اب کتنے مرد نوجوان جو مٹک مٹک کر ناچ رہے تھے اور ڈاڑھی منڈا رہے تھے، عورتوں کی شکل بناتے بناتے جب ان کا آپریشن ہوا تو وہ لڑکی بن گئے، پہلے نسیم خان نام تھا اب نسیم النساء نام ہوگیا، تو یہ کیا ہے؟ جیسی شکل بناؤ گے ویسے ہی حقیقت اتر آتی ہے، اللہ والوں کی شکل بناؤ گے تو اللہ تعالیٰ کو رحم آجائے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ والوں کی حقیقت اتر جائے گی، تجربہ کرلو، مثال کے طور پر میری یہ ٹوپی ہے، ایسی ایک ٹوپی خانقاہ سے خریدلو، اب جوذکر آپ جناح کیپ پہن کرکرتے ہیں کچھ دن یہ ٹوپی پہن کرکرو، یہ ٹوپی حاجی امداد اللہ صاحب، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب، میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے بڑے بڑے اولیاء اللہ کی ہے، اس وقت ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش کے اولیاء اللہ میں یہ ٹوپی رائج ہوگئی، آپ ان شاء اللہ تعالیٰ فرق محسوس کریں گے، یہاں تک کہ دوپلیہ اور گول ٹوپی میں فرق محسوس کریں گے، بزرگوں کی مشابہت بہت بڑی چیز ہے، حدیث میں ہے:

((مَنۡ تَشَبَّہَ بِقَوۡمٍ فَھُوَ مِنۡھُمۡ))

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشھرۃ)

جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اسی قوم میں داخل کردیتے ہیں، آپ اللہ والوں کی مشابہت اختیار کریں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ پاک کو رحم آجائے گا اور اللہ تعالیٰ اسی قوم میں داخل کردیں گے یعنی آپ کو اللہ والا بنادیں گے۔

تو دوستو! میں عرض کررہا تھا کہ دل تو برتن ہے، اس میں جو خواہشات ہیں وہ بھی اللہ پر فدا کردیں۔ تو اللہ والوں کو اہلِ دل اس لئے کہا جاتا ہے کہ جس نے دل بنایا تھا وہ اسی پر اپنا دل فدا کرتے ہیں ؎

اہل دل آں کس کہ حق را دل دہد

اللہ والے اسی کو دل دیتے ہیں جو دل عطا کرتا ہے، جس نے ماں کے پیٹ میں دل بنایا تھا، وہ اسی کو اپنا دل دیتے ہیں۔ تو جب مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے جو پاکستان کے بڑے محدثین میں شمار ہوتے ہیں میرا یہ شعر میری کتاب معارف مثنوی میں پڑھا تو فوراً فرمایا لَا فَرْقَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ مَوْلَنَا رُوْمٍ تمہارے اور مولانا روم کے درمیان مجھے فرق محسوس نہیں ہورہا ہے، ان کے شعر میں اور تمہارے شعر میں بالکل یکسانیت ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، یہ نیک فالی ہے، بزرگوں کی طرف سے حوصلہ افزائی ہے، بزرگوں سے شاباش مل جائے تو اس میں حوصلہ افزائی ہے۔

صحبت بد کے اثرات قبولیت حق سے مانع ہوجاتے ہیں

تو اسی مثنوی میں یہ مضمون ہے کہ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرعون کی بیوی تھیں مگر صحابیہ تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں تھیں جبکہ فرعون ظالم ایمان نہیں لایا، پورا واقعہ آپ کو ابھی سنا سکتا ہوں کہ کس کس طریقہ سے انہوں نے چاہا کہ فرعون مسلمان ہوجائے لیکن یہ ظالم اسلام کی

دولت سے محروم رہا، کیونکہ اس کی صحبت خراب تھی، اس کا مشیر ہامان بے ایمان خبیث تھا، جس نے ایسے انداز سے فرعون کے سامنے تقریر کی جب فرعون نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اسلام لاؤں، میری بیوی نے آج مجھے بہت نصیحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو یاد فرمایا ہے، ارے! گنجوں کے عیوب تو ٹوپی چھپالیتی ہے اور تیرا عیب تو اللہ تعالیٰ کی رحمت چھپانا چاہتی ہے لہٰذا جلدی سے اسلام کو قبول کرلو، تو فرعون نے کہا کہ اچھی بات ہے، اس کے دل کو بیوی کی بات لگ گئی تھی لیکن اس نے اپنے وزیر ہامان خبیث سے مشورہ لیا تو اس نے کہا کہ آپ تو خود سارے جہان کے خدا ہیں، آپ ہمارے رب اعلیٰ ہیں، آپ اپنے بندوں یعنی موسیٰ اور ہارون پر ایمان لا کر بندوں کا بندہ بن جائیں گے، خدا اپنے بندوں کا بندہ بن جائے گا، آسمان زمین ہو جائے گا، ہم تو اس منظر کو نہیں دیکھ سکتے، پھر فرعون کو اپنی تلوار پکڑوادی کہ پہلے مجھے قتل کردو اس کے بعد جو چاہے کرو، میں اس کیفیت کو دیکھ نہیں سکتا کہ خدا بندہ بن جائے اور آسمان زمین بن جائے۔ تو شیطان کی ایسی خبیث تقریر ہوتی ہے، شیطان اس طرح سے تقریر کرتا ہے کہ بڑے بڑوں کو دھوکہ دے دیتا ہے۔

اپنے متبع سنت و شریعت شیخ پر اعتراض کی نحوست

اس لئے جس نے اپنے بڑوں کا ادب نہیں کیا اس کے چھوٹے نے اس کا ادب نہیں کیا۔ یاد رکھو! جس نے اپنے بڑوں کے بارے میں خود رائے اور خود بینی کی بلکہ اعتراض کیا تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

((مَنِ اعْتَرَضَ عَلٰی شَیْخِہٖ لَایُفْلِحُ اَبَدًا))

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

جس نے اپنے مرشد پر اعتراض کیا اسے کبھی فلاح نہیں مل سکتی، اس کی کبھی اصلاح نہیں ہوسکتی، یہ تو ڈاکٹر پر اعتراض کررہا ہے، اس کو کیا فائدہ ہوگا، اور ڈاکٹر کا فائدہ تو پھر بھی دنیاوی ہے لیکن آخرت والوں کی تو آہ لگ جاتی ہے، ان کا دل دکھ جانا بھی بہت خطرناک ہے۔

حضرت آسیہ کا نکاح جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوگا

اب فرعون کمبخت ایمان بھی نہیں لایا بلکہ بہت ستاتا تھا اتنا ستایا کہ کلیجے منہ کو آگئے، حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی بیوی تھیں ان کو ایسے ایسے عذاب، ایسی ایسی سختیاں اور تکالیف دیتا تھا کہ ایمان چھوڑ دے لیکن آپ نے جان دے دی ایمان نہیں دیا۔ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ بی بی صاحبہ تو جنت میں جائیں گی اور فرعون دوزخ میں جائے گا، تو یہ سوال ہوتا ہے کہ آخرت میں حضرت آسیہ کی شادی کس سے ہوگی؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت نقل کرتے ہیں:

((وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ اٰسِيَةَ امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ تَكُوْنُ زَوْجَةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

(تفسیر روح المعانی، تحت سورۃ الدخان)

جنت میں ان کی شادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کردی جائے گی کیونکہ انہوں نے جو اتنا غم اٹھایا تو جنت میں اس غم کا بدلہ ملے گا، جو لوگ گناہ چھوڑنے کا غم اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس کا نعم البدل بھی عطا کرتے ہیں، اپنے قرب کی لذت دیتے ہیں، لہٰذا کہاں گو مُوت، پیشاب پاخانے کی جگہ جاتے ہو۔

دیکھا آپ نے! حضرت آسیہ کو کیسا نعم البدل ملا، اللہ تعالیٰ فرعون کو تو اس کے کفر کی وجہ سے جہنم میں بھیج دیں گے لیکن حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو مصیبتیں برداشت کیں اور ان کے ایمان کے صلہ میں جنت میں داخل فرمائیں گے۔ تاریخ کی بعض کتب میں ہے کہ ان کے ہاتھوں میں فرعون نے کھونٹے گاڑ دیئے تھے اور پاؤں چیر دیئے تھے۔ آہ! کیا تکلیف ہوئی ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی وقت جنت دِکھا دی لہٰذا انہیں وہ تکلیف محسوس نہیں ہوئی اور اسی حالت میں روح نکل گئی اور جس وقت جنت میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح ہوگا تو انہیں یہ تکلیف اور غم یاد بھی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی نعم البدل دیتے ہیں، جن لوگوں نے اپنے گناہوں کی خواہشات کو چھوڑا، اللہ نے اس کے بدلہ میں انہیں وہ نعمت عطا کی جس کا انہیں تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا۔

اللہ کریم ہے، وہ نااہلوں کو بھی نواز دیتے ہیں تو جوان کے راستہ میں گناہ چھوڑنے کا غم اٹھائے اس کو کتنا نوازیں گے، آج کوئی گناہ چھوڑنے کا غم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہے، جتنے صوفی اور سالک ہیں وہ وظیفہ پڑھ لیں گے، دعاؤں میں بھی رولیں گے مگر گناہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، اللہ کی ناراضگی اور خدائے تعالیٰ کی دوری سے بچنے کی فکر نہیں کرتے۔

متعدد شوہر والی عورت جنت میں کس کے پاس جائے گی؟

یہاں ایک سوال اور بھی ہے، بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ اگر کسی عورت کی چار شادیاں ہوئیں مثلاً ایک شادی اٹھارہ سال کی عمر میں ہوگئی، دو سال کے بعد اس کی عمر اکیس سال کی ہوئی تو اس کا شوہر مر گیا تو اس نے دوسرے آدمی سے شادی کر لی، دو سال بعد اس کا بھی انتقال ہوگیا، اس نے تیسرے سے

شادی کرلی پھراس کے بعد چوتھی شادی کرلی، چار شادیاں کرکے آخر میں بڑی بی دنیا سے گئیں، اب جنت میں چاروں شوہرا کھٹے ہوگئے، چاروں اللہ والے تھے، اب چاروں چھینا جھپٹی کررہے ہیں کہ اسے میں لوں گا، یہ میری بیوی ہے، اس نے کہا کہ یہ میری بیوی ہے، تیسرا کہتا ہے یہ میری بیوی ہے، تو چاروں میں جھگڑا ہوگیا، لیکن اب ہوگا کیا؟ اس کا جواب علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بیوی کو اختیار دیں گے کہ جس شوہر نے تمہیں زیادہ پیار اور محبت سے رکھا ہو، تم کو اذیت نہیں پہنچائی ہو، اخلاق کی بلندیوں سے نوازا ہو، تو جس شوہر کے اخلاق، جس شوہر کا پیار تمہیں پسند آیا ہو، تم اپنی مرضی سے ان چاروں میں اسے پسند کرلو۔ تو عورت کس کے پاس جائے گی؟ جو اٹھتے بیٹھے اس کو گالیاں دے گا اس کے پاس جائے گی یا جو اچھے اخلاق والا ہوگا اس کے پاس جائے گی؟ میں نے یہ مسئلہ اس لیے بتادیا کہ اگر کوئی آپ سے پوچھے تو اگر معلوم نہیں ہوگا تو کیا جواب دو گے؟ لاجواب ہوجاؤ گے یا نہیں اور اگر جواب یاد ہوگا تو آپ لاجواب نہیں ہوگے، باجواب ہوجاؤ گے۔

اب آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ میرا ایک سفر ہونے والا ہے، دعا کیجیے کہ یہ سفر آسان ہوجائے، پچیس جنوری کو جدہ سے نیروبی اور نیروبی سے جنوبی افریقہ جانے کا ارادہ ہے، وہاں کے دوست آٹھ سال سے تقاضا کررہے ہیں، اور کوئی تقاضا اس وقت کرتا ہے جب اللہ کو منظور ہوتا ہے، آپ حضرات کو اس لیے بتادیا کہ آپ کو بے چینی ہوگی، پھر آپ پوچھتے پھریں گے کہ کیا بات ہے نظر کیوں نہیں آرہے ہیں۔ بہرحال آپ حضرات سے دعا کی گذارش ہے، اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیقِ دعا بخشے اور اسے قبول فرمائے، مجھے مستجاب الدعوات بنا دے، اختر جس کے لئے جو مانگے اللہ سب قبول فرمائے، میرا سفر عافیت سے ہو، میرے ساتھیوں کے لئے بھی دعا کریں، میرے ساتھ دو ساتھی اور جارہے

ہیں، ممتاز بیگ صاحب اور عشرت جمیل صاحب، عشرت جمیل صاحب سید بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم تینوں کو اور جتنے بھی لوگ جا رہے ہیں، فیروز صاحب وغیرہ سب کا سفر قبول فرمائے اور خیر و عافیت سے رکھے۔ اس لئے آج کا مضمون مختصر بیان کرتا ہوں۔

گناہ کرنے والا درحقیقت عظمتِ الٰہیہ سے بے خبر ہے

اللہ کے حکم کی قیمت کو پہچانو، جو لوگ گناہ نہیں چھوڑتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی عظمتوں سے بے خبر ہیں۔ ایاز نے ہمیں اللہ کی عظمت سکھا دی، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایاز شاہ محمود کا بہت ہی پیارا، باوفا اور اس کا عاشق غلام تھا، شاہ محمود بھی اس کو بہت پیار کرتا تھا، ایک دن شاہ محمود نے اپنے پینسٹھ وزیروں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ میرے خزانے میں جو سب سے زیادہ شاندار موتی ہے، ایسا موتی ہے کہ اس کا کوئی مثل نہیں ہے، میں نے اس کو باہر سے منگایا ہے لیکن تم اس موتی کو توڑ دو، اس نے وہ موتی میز پر رکھ دیا اور پتھر بھی جمع کر دیئے، اور حکم دیا کہ پتھر مار کر اس موتی کو چور چور کر دو، پینسٹھ کے پینسٹھ وزیروں نے انکار کر دیا، اور کہا کہ حضور! یہ نایاب موتی ہے، ہم سے نہیں توڑا جائے گا، کیونکہ آپ کے خزانہ میں اس کا مثل نہیں ہے، ہم اسے توڑیں گے تو بعد میں آپ ہمیں ڈانٹیں گے کہ تم پاگل ہو گئے تھے، اسے کیوں توڑ دیا، اس لئے ہم سمجھ رہے ہیں کہ اس معاملہ میں آپ ہمارا امتحان لے رہے ہیں، لہٰذا ہم اسے نہیں توڑیں گے، آخر کار بادشاہ نے اپنے خاص، باوفا اور عاشق غلام ایاز کو بلوایا۔

ایاز سے نیاز صاحب یاد آگئے جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم تھے، ان کے ایک لڑکے کا نام حضرت تھانوی نے ایاز رکھا تھا، جب ان

کے ہاں دوسرا لڑکا پیدا ہوا تو حضرت نے مزاحاً نیاز سے کہا کہ تمہارے ایک بیٹے کا نام تو میں نے ایاز رکھا ہے، اب دوسرے بیٹے کے لئے میرے پاس اور کوئی قافیہ نہیں ہے سوائے پیاز کے، لہٰذا اب دوسرے بیٹے کے لئے میرے پاس پیاز کے علاوہ اور کوئی قافیہ نہیں ہے۔

گناہوں پر اصرار کرنے سے توفیق توبہ سلب ہوجاتی ہے

تو شاہ محمود نے اپنے پیارے غلام ایاز سے کہا کہ پینسٹھ وزیروں نے یہ موتی توڑنے سے انکار کردیا لہٰذا تم اس کو توڑ دو، ایاز نے پتھر اٹھایا اور موتی پر مار کر اسے چکنا چور کردیا، موتی ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا، سارے وزیروں نے شور مچانا شروع کردیا کہ اس کمبخت کو کیا ہوگیا، سب وزیروں نے کہا کہ یہ کتنا نالائق ہے کہ اس نے ایسے بے مثل موتی کو توڑ دیا، بادشاہ نے ایاز کو بلایا اور کہا کہ یہ پینسٹھ وزیر تم پر اعتراض کررہے ہیں کہ اس نے ایسا نایاب، قیمتی اور بے مثل موتی کیوں توڑ دیا، تم اس کا جواب دو، حالانکہ بادشاہ اس سے خوش تھا کہ اس کے دل میں موتی سے زیادہ میرے حکم کی عظمت ہے، ایاز کی اس ادا سے بادشاہ دل ہی دل میں بہت خوش تھا کہ ایاز امتحان میں پاس ہوگیا، موتی کی قیمت سے زیادہ ایاز اپنے دل میں میرے حکم اور امر کی قیمت رکھتا ہے۔ آج جب کوئی حسین لڑکا یا حسین لڑکی سامنے آجاتی ہے تو صوفی صاحبان تسبیح جیب میں رکھ کر اس کو گھورنے لگتے ہیں، حالانکہ ہر وقت آبدیدہ اور اشکبار آنکھوں سے ذکر کررہے ہیں لیکن جب تقویٰ اختیار کرنے کا موقع آتا ہے تو وہاں ہمت چور بن جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ حسین تو شیشے ہیں، ہم نہ ان آبگینوں کا دل شکستہ کرتے ہیں نہ اپنا، اگر ان کو نہیں دیکھیں گے تو میرا دل بھی ٹوٹے گا اور اس کا دل بھی ٹوٹے گا، وہ کہے گا کہ ارے یہ کیسا ملا ہے کہ ہماری

طرف دیکھتا بھی نہیں ہے۔ یاد رکھیں! جو دل میں پھنس جاتا ہے وہ دلدل میں پھنس جاتا ہے، کیونکہ اس نے دو دل نہیں توڑے تو دل دل میں پھنس گیا، بولو بھئی! دو دفعہ دل دل ہے کہ نہیں؟ جس نے اپنا دل نہیں توڑا، اللہ کا حکم توڑ دیا، اس نے اللہ کے حکم کی عظمت کا حق ادا نہیں کیا، اپنا دل نہیں توڑا، کہا کہ ابھی دیکھ لو بعد میں دیکھا جائے گا، بعد میں توبہ کرلیں گے، توبہ سے اللہ کے حکم کی عظمتیں تھوڑی ادا ہوتی ہیں۔ توبہ سے تمہاری خباثتیں اور نالائقیوں کی کسی درجہ میں تو تلافی ہوگی اور وہ بھی ان کے حلم کے ساتھ مشروط ہے، بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ توفیقِ توبہ بھی سلب ہو جاتی ہے کیونکہ توبہ کرنا تمہارے اختیار میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، لہٰذا جس نے اپنا دل بھی نہیں توڑا اور اس حسین کا دل بھی نہیں توڑا، جہاز پر چڑھا اور ایئر ہوسٹس یعنی ہوائی ماسی سے خوب آپا آپا کر کے بات کرنے لگا، وہ بولیں کہ صاحب! کیا چاہیے؟ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ آپا یہ چاہیے، آپا وہ چاہیے، اور خوب آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آپا کہہ کر اس کے نفس کا پاپا کھا رہا ہے اور اس کے پاپا پر چھاپہ بھی مار رہا ہے، اب سب تسبیح اور ساری تقریریں بھول گیا جو رات دن سنتا ہے، خانقاہ بھی اسے یاد نہیں آتی کہ میں اتنے عرصہ تک کہاں رہا ہوں۔

تو جو شخص دو دل کی قیمت یعنی اپنے دل اور حسینوں کے دل کی قیمت اللہ کے حکم کی عظمتوں سے زیادہ سمجھتا ہے تو جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تمہارے اور ان حسینوں کے دل کی قیمت زیادہ تھی جس کو تم نے نہیں توڑا یا ہمارے حکم کی قیمت زیادہ تھی کہ ان کا دل نہیں توڑا اور ہمارا حکم توڑ دیا، تو یہ بتاؤ تم نے میرے حق کی عظمتوں کا کیا حق ادا کیا، ایاز تو ایک دنیاوی بادشاہ کا غلام ہو کر یہ جواب دے رہا ہے کہ ؎

گفت ایاز اے مہترانِ نامور

امرِ شہ بہتر بقیمت یا گوہر

اے وزیرو! شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ موتی زیادہ قیمتی ہے۔ مولانا رومی کی قبر کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دے، کوئی دقیقہ انہوں نے چھوڑا نہیں، سبحان اللہ، کوئی شخص اللہ کا راستہ طے کرے تو شیطان اسے کوئی چکر نہیں دے سکتا۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھنا چاہے وہ معارفِ مثنوی پڑھے

مولانا رومی نے مثنوی میں سلوک کو اس طرح سمجھایا ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اس لئے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس کو اپنے دل میں اللہ کی محبت کی آگ لگانی ہو وہ مثنوی پڑھا کرے۔ لیکن مجھ سے محبت کرنے والے بعض لوگوں نے بھی میری لکھی ہوئی مثنوی کی شرح معارف مثنوی نہیں خریدی، اگر اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھنی ہے تو اس کتاب کو پڑھو، پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ دل میں ایسا نور عطا فرمائیں گے کہ زندگی میں زندگی آجائے گی ؎

ہم نے دیکھے ہیں ایسے بھی اہلِ نظر
زندگی زندگی سے رہی بے خبر

صحبت شیخ میں باخدا رہنا سیکھو

وہ زندگی کے تقاضوں کو جانتے ہی نہیں کہ کیا ہیں، اپنی زندگی ہر وقت اپنے اللہ پر فدا کر رہے ہیں اور ساری کائنات کی لذتوں کو لوٹ رہے ہیں چاہے دنیا کے کسی گوشہ میں ہیں، پہاڑوں کے دامن میں ہیں، سفر میں ہیں، حضر میں ہیں، جہاں بھی ہیں باخدا ہیں، کاروبار میں بھی ہیں تب بھی خدا کے ساتھ ہیں، بازار میں ہیں تو بھی خدا کے ساتھ ہیں، ایک لمحہ کو بھی اللہ سے غافل نہیں ہوتے، اپنی ایک سانس بھی غفلت میں نہیں گذارتے، یہ ہیں مبارک زندگیاں، مبارک

ہیں وہ لوگ جو ہر وقت باخدار ہتے ہیں کیونکہ انہوں نے باخدار ہنا سیکھا ہے، یہ سیکھنا پڑتا ہے، اہل اللہ کی صحبتوں سے، مجاہدات سے، کثرتِ ذکراللہ سے، یہ رسوخِ نسبت اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔تو دیکھو ایک مخلوق ایک مخلوق کا کیسا حق ادا کر رہی ہے۔ایاز شاہ محمود کا کیا حق ادا کر رہا ہے ۔

گفت ایاز اے مہترانِ نامور

ایاز نے کہا کہ اے معزز وزیرو! تم پینسٹھ کے پینسٹھ لوگ بھینس کے بھینس ہو، تمہاری عقل کہاں مری ہوئی تھی، تم نے موتی کی قیمت کو تو دیکھا لیکن شاہی حکم کی عظمت کا تم نے حق ادا نہیں کیا۔تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ایاز کے الفاظ تعبیر فرماتے ہیں ۔

گفت ایاز اے مہترانِ نامور

امرِ شہ بہتر بقیمت یا گوہر

ایاز نے کہا کہ اے معزز وزیرو! امرِ شہ یعنی شاہی حکم زیادہ قیمتی یا یہ حسین موتی زیادہ قیمتی ہے؟ میرے اللہ کا حکم زیادہ قیمتی ہے یا سڑکوں پر ننگی پھرنے والی زیادہ قیمتی ہیں؟ کیا کہیں توفیق تو اللہ ہی کے اختیار میں ہے، پیر کیا کرے گا، بے چارہ رو رو کر مر جائے گا۔حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے لئے رو رو کے مر گئے لیکن ظالم ایمان نہ لایا، کشتیِ بابا نشین نہ ہوا، ظالم بابا کی کشتی پر نہیں بیٹھا، اس نے کہا کہ مجھے تو پہاڑ بچالے گا ۔

ہیں بردار کشتیٔ بابا نشیں

اہل اللہ سے تعلق کا انعام

جو اللہ والے بابا، شریعت کے پابند بابا ہیں ان کی کشتیوں میں بیٹھ جاؤ

پھر ان شاء اللہ تعالیٰ زمانہ کا طوفان تمہاری کشتی کو نہیں ڈبو سکتا، جو لوگ اہل اللہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ فتنہ کے اس دور میں بھی دنیا سے اپنے دل کو سلامت لے جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ آگے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ جوش میں آ کر فرماتے ہیں ؎

گوہرِ حق را بہ امرِ حق شکن

اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے دل کی کوئی قیمت نہیں

اگر چہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حسین بنایا ہے، تسلیم کرتا ہوں کہ یہ اللہ کے موتی ہیں لیکن خدا ہی کے حکم سے ان کو توڑ دو یعنی ان کو مت دیکھو، یہ نہیں کہ انہیں پتھر مارنے لگو ورنہ پولیس پکڑ لے گی، ذرا مطلب بھی سمجھا کرو، اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ان حسین موتیوں کو تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے توڑ دو یعنی اپنا دل بھی توڑ دو اور ان کا دل بھی توڑ دو، اگر وہ کہیں کہ مولانا تم مجھے کیوں نہیں دیکھتے ہو تو کہہ دو کہ ہمارا اللہ ناراض ہو جائے گا، اگر حسین معشوق کہیں کہ ارے ہمارے حسن کو دیکھ تو لو، تسبیح کے دانے چھوٹ کر زمین پر گر جائیں گے، ساری ملائیت نکل جائے گی، تو کہو کہ اسی لئے نہیں دیکھتا کہ میں ملائیت نکالنا نہیں چاہتا، تسبیح کے دانوں کی بے حرمتی نہیں چاہتا، اس لئے تم کو نہیں دیکھتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ حسینوں کو نہ دیکھو، اگر ہم پہلوان ہوتے تو یہ حکم نازل نہ ہوتا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۰)

اے نبی! آپ ایمان والوں کو حکم دے دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو حسینوں سے نہ ملائیں، نہ عورتوں کو دیکھیں نہ لڑکوں کو دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے موتی کو اللہ تعالیٰ

کے حکم سے توڑ دو۔ اللہ کا حکم زیادہ قیمتی ہے، تمہارے دل کی کوئی قیمت نہیں ہے، یہ مت کہو کہ میں پاگل ہوگیا تھا، کیا کروں پرانا پاپی ہوں، پرانی عادت ہے، یہ نئے اور پرانے سے کام نہیں چلے گا، نئے کو بھی جوتے پڑیں گے اور پرانے کو بھی جوتے پڑیں گے، جوتے جیسے بھی ہوں پرانے ہوں یا نئے ہوں جوتے ہی ہوتے ہیں، تو پرانے پاپی کو بھی چاہئے کہ کب تک اس طرح سے زندگی گذاروگے لہٰذا اللہ کے پیدا کئے ہوئے حسین کو مت دیکھو۔

یہ حسین آتشی آئینے ہیں جو ایمان کو جلا دیتے ہیں

ایک صاحب نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ حضرت! میں تو ان حسینوں میں اللہ تعالیٰ کے حسن کا جلوہ دیکھتا ہوں کہ واہ رے میرے اللہ! کیا شان ہے تیری، تو نے کیسے کیسے حسین بنائے ہیں، تو کیا میں خدا کا جلوہ بھی نہ دیکھوں، میں تو ان کو آئینۂ جمالِ خداوندی سمجھتا ہوں یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے جمال کے آئینے ہیں، اس لئے میں ان آئینوں میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔ دیکھئے! اس نے کیسا سوال کیا، لیکن حضرت تھانوی نے فرمایا کہ یہ آئینے تو ہیں مگر آئینے کی دو قسمیں ہیں، ایک آتشی آئینہ ہوتا ہے، جس کو دیکھ کر آگ لگ جاتی ہے، آتشی آئینہ کو اگر سورج کی طرف رکھ دو تو اس کے نیچے سگریٹ جلا سکتے ہو، کپڑا جل جاتا ہے، تو یہ آتشی آئینے ہیں، ان سے تمہارا ایمان جل کے راکھ ہوجائے گا، اور ایمان تو جائے گا ہی جسمانی صحت بھی تباہ ہوگی اور اگر دونوں طرف سے معاملہ ہوگیا تو نہ تو خیریت سے رہے گا نہ وہ خیریت سے رہے گی، دونوں طرف سے تباہی و بربادی مچ جائے گی۔ ایک شاعر نے کہا تھا ؎

نہ میں ہوں کسی کا نہ تو ہے کسی کی
میں ہوں خدا کا اور تو ہے خدا کی

لہٰذا دونوں خدا کے حکم پر چلو، آزادی چاہتے ہو تو سانڈ کو دیکھ لو، جو آزادی چاہتے ہیں اور شریعت کے احکام کو مشکل سمجھتے ہیں تو ایک جانور ہے اس کو سانڈ کہتے ہیں، کھونٹے سے بندھا رہتا ہے، لیکن اگر وہ کہے کہ ہم کو کھونٹے سے نہیں بندھنا، کسی کسان کے یہاں نہیں رہنا، ہم کسی کی ملکیت تسلیم نہیں کرتے، آزادی سے جس کھیت میں چاہیں گے منہ ماریں گے لیکن اس کی پیٹھ کو دیکھو کہ کتنے ڈنڈے پڑے ہوئے ہیں، جس انڈے سے لاکھوں ڈنڈے پڑ جائیں ایسے انڈے کو گولی مارو، میر ایسے انڈے سے باز آئے تو کب؟ جب اس نے پیٹھ پر دو ڈنڈے دیئے، پھر انڈا چھوڑ کر بھاگے۔ اس لئے دیکھو شیطان کتنے ڈنڈے مارتا ہے، تھوڑی دیر کے مزے کے لئے شیطان تمہاری زندگی کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے، لہٰذا مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا کتنا پیارا شعر ہے کہ ؎

گوہر حق را با امر حق شکن

اللہ تعالیٰ کے موتیوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے توڑ دو، چاہے وہ کتنی ہی اچھی لگتی ہو، یہ کہو کہ اے دل ہم تجھ کو دیکھنے نہیں دیں گے، وہاں سے فرار اختیار کرو، فَفِرُّوْٓا اِلَی اللہِ آہستہ چال چلنے کا حکم نہیں ہے، جو آہستہ چال چلے لوٹ کے پھر وہیں پہنچ گئے کیونکہ دو تین قدم کے بعد شیطان نے کان میں کہا کہ ارے کہاں جارہے ہو، ذرا اور دیکھتے جاؤ اور جو وہاں سے تیز بھاگا تو اتنا دور بھاگا کہ ناقابل واپسی ہو گیا، تو شیطان سے اتنا دور بھاگو، فَفِرُّوْٓا کا حکم ہے، اللہ نے یہ نہیں فرمایا فَاذْهَبُوْٓا حسینوں سے ہٹ جاؤ، بلکہ فَفِرُّوْٓا فرمایا یعنی فرار اختیار کرو، جیسے کہتے ہیں کہ فَفِرُّوْٓا ہو گئے، عجیب معاملہ ہے، اس لفظ کا محاورہ بھی بنا دیا کہ فلاں صاحب تو فَفِرُّوْٓا ہو گئے یعنی بھاگ گئے، تو یہ قرآن پاک کی آیت ہے مگر آج کل محاورہ کے طور پر بھی بولا جاتا ہے، تو اس محاورہ کو اسی آیت سے لیا گیا ہے، تو

مولانا رومی فرماتے ہیں۔

گوہر حق را باامر حق شکن
بر زُجاجہ دوست سنگ دوست زن

تینوں اطراف سے ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے

اللہ کے ان موتیوں کو اللہ ہی کے حکم سے توڑ دو، دوست کے شیشہ پر دوست ہی کا پتھر ماردو، ہم اللہ ہی کے حکم سے توتوڑ رہے ہیں، لہٰذا اللہ کے حکم پر چلو اور اپنی نظر کی حفاظت کرو۔ جو لوگ ڈاڑھی نہیں رکھتے ان کا دل چاہتا ہے کہ گالوں پر بال نہ آنے پائیں، چکنے چکنے گال رہیں، بال منڈا منڈا کر کمسن بنے رہیں۔ آپ اپنے دل سے گفتگو کرو کہ میں بندہ ہوں، بندے کا ہر جز بندہ ہوتا ہے، بولو کیا ایسا ہوتا ہے کہ سارا جسم تو بندہ ہو لیکن آنکھ آزاد ہو، بندے کا پورا جسم بندہ ہے، گال بھی بندہ ہے، آنکھ بھی بندہ ہے، لہٰذا جہاں مالک چاہے دیکھو اور جہاں نہ چاہے نہ دیکھو، گالوں کا حکم ہے کہ تینوں جانب سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھو، اب اگر آپ کہتے ہیں کہ نہیں صاحب ابھی تو میری نوجوانی ہے اور پھر اماں کہتی ہیں کہ ایک مٹھی ڈاڑھی والے کی شادی بھی نہیں ہوگی، تم ملاؤں کو کون پوچھے گا؟

ہر مؤمن کی قیمت اس کے تقویٰ سے ہے

ایک صاحب نے ایک ڈاڑھی والے سے کہا کہ میں تم سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں، میری بیٹی لندن کی ڈگری لائی ہوئی ہے، تو اس نے کہا کہ بہت اچھا ہے چلو بھئی ہم منظور کر لیتے ہیں، لیکن جب ابا نے بیٹی سے کہا کہ ایک تبلیغی جماعت کا ڈاڑھی والا مولانا، اچھا انگریزی دان انجینئر ہے، میں اس سے تمہاری شادی کرنا چاہتا ہوں تاکہ داماد ہمارا نیک ہو تو اس لڑکی نے کہا کہ پاپا

ایک نظر مجھ کو دکھلا دیجیے۔ بعض لوگ بابا کو پاپا بھی کہتے ہیں، تو جب لڑکی نے اس مولوی صاحب کو دیکھا جو انجینئر بھی تھا اور انگریزی دان بھی تھا مگر بہت سے مسٹر مولویوں سے افضل ہوجاتے ہیں، اگر مولوی تانک جھانک کرتا ہے اور کلفٹن پر حسینوں کے حسن کی ہوا کھاتا ہے اور مسٹر تقویٰ سے رہتا ہے تو وہ مولوی سے افضل ہوا یا نہیں؟ لیکن ہر مولوی کو نہیں کہتا بعض مولوی تہجد گذار، اشراق پڑھنے والے ہیں، تبلیغی جماعت میں لگ کر اللہ والے بن جاتے ہیں، دین کسی کی میراث نہیں ہے، جو محنت کرے گا وہی اللہ والا بنے گا۔

اگر صالحہ بیوی چاہیے تو خود صالح بن جاؤ

تو اس لڑکی کے بارے میں عرض کررہا تھا جس کے باپ نے اس کے لیے دین دار، ڈاڑھی والے انجینئر کا رشتہ طے کیا تو لڑکی نے اپنے بابا سے کہا کہ میرا اس ملا کے ساتھ گذارہ نہیں ہوسکتا، یہ ہمیں کلفٹن نہیں دکھائے گا، نہ موٹر پر بٹھائے گا، نہ وی سی آر دیکھنے دے گا، سینما بھی نہیں دِکھائے گا، یہ تو ہمیں برقع میں بند کر کے رکھے گا۔ تو وہ انجینئر بے چارے آبدیدہ، آنکھوں میں آنسو لیے میرے پاس آئے، میں اس وقت ناظم آباد میں تھا، کہنے لگے کہ صاحب کیا کریں ڈاڑھی رکھ لی ہے، اب اس کا منڈانا بھی مشکل ہے، منڈا بھی نہیں سکتا، ایک رشتہ لگا تھا مگر اس لڑکی نے ڈاڑھی کی وجہ سے انکار کردیا، تو میں نے کہا کہ اللہ پر بھروسہ رکھو، جوڑے اسی نے بنائے ہیں، سب کا جوڑا وہاں لکھا ہوا ہے، لہٰذا گھبراؤ مت، اللہ پر بھروسہ رکھو، چھ ماہ کے بعد ہنستے ہوئے ملے کہنے لگے کہ میری شادی ہوگئی، میں نے کہا ماشاء اللہ مبارک ہو، کیسی بیوی ہے؟ کہنے لگے حافظہ قرآن اور بڑی اللہ والی ہے۔ دیکھا ڈاڑھی کی برکت سے حافظہ قرآن بیوی مل گئی، قرآن پاک میں ہے:

﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ﴾

(سورۃ النور، آیت:۲۶)

نیک عورت نیک مرد کو ملتی ہے اور خبیث عورت خبیث مرد کو ملتی ہے، اس لئے نیک وصالح بن جاؤ تا کہ اللہ تم کو نیک بیوی دے، بہت سے ایسے نوجوان ہیں جنہوں نے زندگی میں ڈاڑھی پر کبھی استرا نہیں لگایا حالانکہ شروع میں تین چار بال ہوتے ہیں اور آدمی کو بڑا عجیب سا لگتا ہے، لیکن اس نے اللہ کا حکم سمجھ کر اپنے چہرے کو ایسے ہی رکھا، خاندان والوں نے خوب چڑایا، ہر طرف سے ہنسی مذاق کیا گیا، لیکن ایمان وہ ہے جو کسی کے ہنسنے سے ٹوٹ نہ جائے، صحابہ نے تو گردن کٹ جانے کے باوجود ایمان نہیں دیا اور تم ذرا سا ہنسنے سے ڈر جاتے ہو، ڈاڑھی رکھ کر اللہ کا نام لو پھر دیکھو کیسا مزہ آتا ہے، ذرا تقویٰ سے رہ کر تو دیکھو، یہ کیا کہ اللہ کے نام کا عطر بھی لگا رہے ہو اور بلی کا پاخانہ بھی لگا رہے ہو، تیلی کا بیل جو کولہو میں جُتا ہوتا ہے وہ جہاں سے چلتا ہے وہیں کا وہیں رہتا ہے، اسی طرح جو لوگ گناہ نہیں چھوڑ رہے ہیں وہ ایسے سالک ہیں جو تیلی کے بیل ہیں، اِدھر ذکر اللہ کی بھی خوشبو لگائی اور ادھر بدنظری بھی کر لی، اگر گو لگا لیا تو عطر کی خوشبو کیسے محسوس ہوگی۔

ایک منطقی طالب علم کا قصہ

اس پر ایک واقعہ یاد آیا، ایک منطقی طالب علم جو ملا حسن وغیرہ منطق پڑھتا تھا تیل خریدنے تیل والے کے پاس گیا، جب تیل خرید کر اس کو پیسے دیئے تو دیکھا کہ اس کے بیل کی گردن میں گھنٹی بندھی ہے، اس نے پوچھا کہ اس کی گردن میں گھنٹی کیوں بندھی ہے؟ تیل والے نے کہا کہ گھنٹی اس لئے بندھی

ہے کہ ہم اپنے گھر میں کھانا کھارہے ہیں، بیوی سے بات کررہے ہیں تو اس کی گھنٹی کی آواز ہم تک پہنچتی رہتی ہے تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ بیل چل رہا ہے اور جب گھنٹی کی آواز آنا رُک جاتی ہے تو ہم دوڑ کر بیل کے ایک ڈنڈا لگا دیتے ہیں اور یہ پھر چلنے لگتا ہے۔ تو اس منطقی طالب نے کہا اگر بیل نہ چلے، ایک ہی جگہ کھڑے ہو کر گردن ہلاتا رہے تو گھنٹی تو بجتی رہے گی، تو اس تیلی نے کہا کہ میرا تیل واپس کرو اور اپنا پیسہ لو، اور خدا کے لئے آئندہ ادھر کبھی نہ آنا، طالب علم صاحب آپ خود تو منطقی ہیں لیکن اگر میرا بیل بھی منطقی ہو گیا تو میرا کیا ہوگا۔

چین وسکون تقویٰ ہی میں ہے

تو تقویٰ سے رہنے میں چین ملتا ہے، اور اتنا چین ملتا ہے کہ میں بتا نہیں سکتا جبکہ مجاہدہ میں اتنی بے چینی نہیں ہوتی، بس اتنی دیر کی تکلیف ہوتی ہے کہ یا تو اس حسین کو اپنے پاس سے بھگا دو یا خود اس کے پاس سے بھاگ جاؤ، بھاگو اور بھگاؤ، دو ہی تو کام ہیں، اگر کوئی بے پردہ عورت آگئی تو تم خود بھاگو یا اس کو بھگا دو، بس یہ دو کام سیکھ لیں، بھاگو یا بھگاؤ اور ہمیشہ چین کی بانسری بجاؤ، مگر چین کی بانسری کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کہیں کہ آج کل بانسری بجا رہا ہوں، وہ بانسری بجانا جائز نہیں ہے، یہ سب محاورات ہیں، جیسے اگر کوئی کہے کہ آپ کا خون سفید ہو گیا ہے تو آپ کہیں گے کہ صاحب میرا خون تو لال ہے ابھی سوئی چبھو کر دیکھ لو، تو یہ سب محاورات ہیں، خون سفید ہونے کے معنی ہیں کہ تم بے وفا ہو، محبت نہیں کرتے۔ اس لئے میں ڈر کے مارے تشریح بھی کر دیتا ہوں ورنہ کوئی بانسری خرید کے لائے اور آپ کہیں کہ پیر صاحب نے کہا تھا کہ آج کل چین کی بانسری بجا رہا ہوں، تو بانسری بجانا جائز نہیں ہے۔ بعض لوگوں کو مثنوی سے غلط فہمی ہو گئی کہ مولانا رومی تو فرماتے ہیں کہ ؎

بشنو از نے چوں حکایت می کند

بانسری سے سنو کیسی حکایت کرتی ہے، اس سے کیسی دردناک آواز نکلتی ہے، تو بیوقوف لوگوں نے بانسری بجانا شروع کردی۔ مولانا رومی اس کے یہ معنیٰ تھوڑی لیتے ہیں، مولانا رومی فرماتے ہیں کہ دیکھو بانسری بانس سے کٹ کر آئی ہے، بانسری کی جو لکڑی ہوتی ہے وہ بانس سے کٹ کے آتی ہے اس لیے وہ اپنے مرکز یعنی بانس کو یاد کر کے روتی ہے تو تم بھی اپنے مرکز کو یاد کرو کیونکہ تمہاری روح اللہ کے پاس سے آئی ہے:

﴿قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ﴾

(سورۃ الاسرآء، آیت:۸۵)

تم عالمِ امر سے آئے ہو، لہٰذا اپنے اللہ کو یاد کرو، تمہاری روح وہاں سے آئی ہے، جیسے بانسری مرکز کو یاد کر کے رو رہی ہے، کیسی دردناک آواز نکالتی ہے، ایسے تم بھی اللہ کو یاد کر کے رویا کرو، تو مولانا رومی کا مطلب کیا تھا اور یار لوگوں نے کیا مطلب نکال لیا، اتنا بڑا اللہ والا شریعت کا پابند شریعت کے خلاف کیسے کہہ سکتے ہیں۔

تقویٰ کا حصول اللہ والوں کی صحبتوں سے ہوگا

مولانا نے فرمایا کہ بانسری کے دو منہ ہوتے ہیں ایک منہ آگے ہوتا ہے اور دوسرا منہ کسی اور کے منہ میں ہوتا ہے ورنہ وہ بجتی نہیں ہے، تم بھی کسی اللہ والے کے منہ میں اپنی بانسری لگادو ان شاء اللہ تعالیٰ تمہاری زبان سے بھی دردناک نغمے نکلنے لگیں گے، تمہیں بھی اشکبار آنکھیں نصیب ہو جائیں گی، تم کو بھی درد بھرا دل عطا ہو جائے گا، تمہیں بھی اللہ کی نافرمانی راس نہیں آئے گی، اگر بھنگی کچھ دن عطر کی دکان پر رہ جائے پھر وہ کنستر کا گو نہیں اٹھا سکتا، اگر کوئی بھنگی جو رات دن پاخانے کے کنستر ڈھو رہا ہے اور بھنگی پاڑے میں رہتا ہے، چھ ماہ

کسی عطر کی دکان پر ملازمت کرنے لگا، پھر وہ کبھی اس بدبودار کام کو نہیں کرسکتا، اسے قے ہو جائے گی لیکن شرط یہ ہے کہ عطر کی دکان پر مستقل رہے، بھنگی پاڑے کا رُخ بھی نہ کرے، شام کو بھنگی پاڑے جا کر گو کے کنستر نہ سونگھے، بعض لوگ خانقاہوں میں رہتے ہیں مگر چھپ چھپ کر شکار کو تلاش کرتے ہیں، کسی بہانے سے باہر چلے گئے کہ آج ڈاکٹر سے دوا لانی ہے، یہاں جانا ہے، وہاں جانا ہے اور باہر جا کر کسی بہانے سے حسینوں کو دیکھ لیا تو پھر ایسا شخص مدارس میں ہو یا خانقاہوں میں ہو، جو عطر کی دکان پر ہے، عطر کے ماحول میں ہے لیکن اگر عطر کی دکان پر ملازمت کرے اور شام کو چھپ کر بھنگیوں سے دوستی کر کے گو موت کے کنستر سونگھ لے تو دن بھر کے سارے عطر کی خوشبو ناک سے نکل جائے گی، پھر اس کو وہی بدبو سونگھنے کی عادت پڑی رہے گی۔

صحبت شیخ کا نفع گناہوں سے بچنے پر موقوف ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک گھوڑا تھا اسے اپنی ہی لید سونگھنے کی عادت تھی، چند قدم چلتا پھر واپس پلٹ کر اپنی لید سونگھتا تھا، تو گھوڑے کے مالک نے ایک شخص سے کہا کہ میری گھوڑے کی لید سونگھنے کی عادت چھڑا دو تو میں آپ کو انعام دوں گا، اس نے کہا یہ کیا مشکل ہے، پھر گھوڑے کے اوپر بیٹھ گیا، جب اس نے لید سونگھنے کے لیے واپس پلٹنا چاہا تو اس کو ایک ڈنڈا مارا، اسی طرح دس میل تک لے گیا، اس کے بعد اس نے کہا کہ صاحب میں نے اسے دس میل تک چلا دیا ہے، اس نے راستہ بھر بالکل لید نہیں سونگھی، اب مالک بڑا خوش ہوا اور انعام دے دیا، پھر جب وہ گھوڑے کو باندھ کر آرام سے سو گیا تو گھوڑا رسی تڑا کر دس میل واپس گیا اور جہاں جہاں لید کی تھی سب جگہ سونگھی۔ تو نفس کی بھی یہی عادت ہے کہ جہاں آپ نے اس کی رسی

ڈھیلی کی تو دس سال تک جتنے گناہ سے بچا رہا سارے کرڈالے گا۔

بھروسہ کچھ نہیں اس نفسِ امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

ذکراللہ سے غافل لوگ گناہوں میں جلد مبتلا ہو جاتے ہیں

نفس پر بھروسہ مت کرو، خانقاہوں سے نکلو گے تو پھر ایسے ماحول کی یاد آئے گی، دل بے چین ہو جائے گا، اس لئے یاد رکھو کہ نفس کی رسی کبھی ڈھیلی مت کرو، نفس دشمن ہے اسے دشمن کی نظر سے دیکھو، دشمن کو دوست کی نظر سے مت دیکھو۔ اس لیے کہتا ہوں کہ کسی اللہ والے سے تھوڑا سا ذکر کرنا بھی پوچھو تاکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی روحانیت اور نور تمہارے دل میں آئے، جب نور پیدا ہوتا ہے تو نور نور کی طرف جاتا ہے، نور اندھیروں سے گھبراتا ہے، اس لئے جو ذکر نہیں کرتے ان کے دل میں اندھیرے رہتے ہیں، اس لئے وہ جلد گناہوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، ذکراللہ کی پابندی سے قلب میں نور پیدا ہوگا، نور کی برکت سے ظلمات اور اندھیرے والے اعمال سے مانوس نہیں ہوگے، وہ نور آپ کو پریشان کردے گا، جیسے قطب نما کی سوئی پر جو مقناطیس لگا ہوا ہے، جو شمال کی سمت دِکھاتا ہے تو قطب نما کی سوئی ہر وقت اس کی سمت رہتی ہے، اس سوئی کی نوک پر مکھی کے سر کے برابر جو ذرا سا مصالحہ لگا ہوتا ہے قطب شمالی اسے ہر وقت اپنی طرف کھینچے رکھتا ہے، اگر آپ اس کا رخ بدل دیں گے تو وہ تڑپنے لگے گی۔ تو جو لوگ ذکراللہ کرتے ہیں ان کے قلب کی سوئی میں اللہ نور کا مصالحہ لگا دیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس کو ہر وقت اپنی طرف کھینچے رکھتے ہیں، اگر اس سے کبھی گناہ ہو جائے تو اس کے دل کی سوئی تڑپ کر رہ جائے گی جب تک توبہ

کر کے اللہ کی طرف رجوع نہ کر لے، لیکن اگر ذکر کا مصالحہ ہی نہیں لگاؤ گے، خانقاہوں میں خالی چائے بنانے سے تھوڑی سلوک طے ہوتا ہے، اپنی زندگی ضائع نہ کرو، خدمتِ خلق اور خدمتِ خالق میں فرق ہے، خدمتِ خلق اس وقت ہے جب خالق کی نسبت مع اللہ کا رُسوخ حاصل ہو جائے تب وہ صحیح معنوں میں خدمتِ خلق ہے ورنہ امریکا بھی خدمتِ خلق کرتا ہے، جگہ جگہ ہسپتال کھلواتا ہے، غریبوں کو کمبل دیتا ہے، دودھ بانٹتا ہے لیکن چونکہ خالق سے رشتہ کٹا ہوا ہے اس لیے اس کی خدمت قبول نہیں ہے، جس کا باپ سے رشتہ کمزور ہو بھائی کے ساتھ اس کے احسانات قابلِ اعتبار نہیں ہوتے، اگر وہ شریف ہوتا تو پہلے ابا کو مناتا، ابا سے تو دشمنی کرتا ہے اور بھائیوں کو تحفے دیتا ہے، یہ بدمعاش اور چکر باز ہے، یہ بھائیوں سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، مخلص وہ ہے جو پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنی نسبت کو راسخ کرے، اس کے بعد خدمتِ خلق کرے پھر تم خدمتِ خلق کے ہوتے ہوئے بھی اپنا ذکر جاری رکھو گے تاکہ تمہارا ذکر اللہ بھی سنے اور مجمع بھی سنے، اور کوئی سنے یا نہ سنے تم پر تو رحمت ہو، چاہے کسی اور کو ملے یا نہ ملے، اپنا مٹکا بھرا ہوا رکھو۔

اعظم گڑھ میں مولانا مسعود علی صاحب ہوتے تھے، رات کو تین بجے اٹھ کر ذکر کرتے تھے، ان کے ذکر کا کیا کہنا تھا، ایسا پیارا ذکر ہوتا تھا کہ بس کچھ مت پوچھو، دل چاہتا تھا کہ بس سنتے ہی رہیں، ایسی دردناک آواز تھی، ان کو میں نے دس ہزار مجمع کے جلسے میں بھی دیکھا کہ جب اشراق کا وقت ہوا تو وہیں کھڑے ہو گئے، کسی مجمع کی پرواہ نہیں کی۔

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

بیعت ہونا مسنون ہے اور اصلاح کرانا فرض ہے

تو بس تین کام کر لیجئے، نمبر ایک کسی اللہ والے کو باضابطہ اپنا مصلح بنائیے اور کہئے کہ میں آج سے آپ کو اپنا مصلح بناتا ہوں، آپ سے اصلاحی تعلق قائم کرتا ہوں، آپ سے مشورہ لیتا ہوں، مرید ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، بعد میں جب دل چاہے تو یہ سنت بھی ادا کر لیں لیکن فرض کی تکمیل یعنی اصلاح کرانے میں دیر نہ کرو، اس کے بعد شیخ سے ذکر پوچھ کر بلا ناغہ ذکر کرو، ذکر کا ناغہ روح کا فاقہ ہے، جب کھانا نہیں کھاتے تو کمزور ہو جاتے ہو یا نہیں، کھانے میں ناغہ سے کمزوری آتی ہے یا نہیں؟ پھر دشمن اس کو جھانپڑ مار کر گرا سکتا ہے کہ نہیں؟ ایسے ہی جو ذکر نہیں کرتا اس کی روحانیت کمزور ہوتی ہے، نفس وشیطان اور حسین صورتیں اسے جلد پٹخ دیتی ہیں، کیا کہیں چیخ چیخ کر مر رہا ہوں، بعض لوگ سوچیں کہ میں دل پر کتنا صبر کرتا ہوں، میرے بعض دوست احباب ایسے ہیں جن پر میں مرتا رہتا ہوں، دل روتا رہتا ہے کہ یہ شخص خاص ذکر کا اہتمام اور پابندی کرے پھر اس کے بعد فَصَبْرٌ جَمِيلٌ کرتا ہوں تو ہم ان شاء اللہ تھوڑا ہی سا ذکر بتائیں گے لہٰذا ڈرو مت کہ ایک لاکھ ذکر بتائیں گے، وہ زمانہ اب گیا، اس زمانہ میں تھوڑا ذکر بتایا جاتا ہے ورنہ پاگل ہو جاؤ گے، لیکن اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے، ایک بزرگ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! آپ کا نام بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنی ہم پر مہربانی کر دیجئے۔ اس ظالم کو کتنی دور کی سوجھی، اللہ کا کیسا پیارا بندہ تھا، کہتا تھا کہ یا اللہ آپ کا نام بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنی ہم پر مہربانی کر دیجئے۔ تو اللہ کا نام لینا معمولی کام نہیں ہے، اللہ کا نام لینے سے ان شاء اللہ قلب میں اُجالے پیدا ہوں گے، قلب میں نورانیت اور روشنی آئے گی، اندھیروں سے مناسبت ختم ہوتی چلی جائے گی لہٰذا ذکر کا ناغہ مت کرو، ایک دن میں فائدہ محسوس نہیں ہوگا، روزانہ فیتے مت لگاؤ کہ

آج ذکر سے کتنا فائدہ ہوا، اگر بچے کو روزانہ فیتے سے ناپو تو کچھ پتہ نہیں چلے گا کہ آج کتنا بڑا ہوا، سال بھر کے بعد فیتہ لگاؤ تب معلوم ہوگا کہ چار انچ بڑھ گیا ہے، اب اگر بابا یا اماں روزانہ اپنے بچہ کو فیتے سے ناپیں تو مایوس ہو جائیں گے، آج کل ایسے بے وقوف بھی ہیں کہ ادھر ذکر کیا اور فوراً فیتہ لگا دیا کہ آج کیا ملا، تو شیطان ایسے لوگوں کو مایوس کر دیتا ہے، کم از کم سال دو سال تو ذکر کرو، اس کے بعد ان شاء اللہ فائدہ محسوس کرو گے، دیکھو! پہلا قطرہ پتھر پر گرتا ہے تو پانی کا نشان نہیں پڑتا، چھ ماہ کے بعد نشان پڑتا ہے، لیکن اس میں پہلے قطرہ کی خدمت بھی شامل ہے، اس وقت پتھر کہہ سکتا تھا کہ آج ہمیں کچھ نہیں ملا لیکن چھ ماہ کے بعد پتھر پر جو نشان پڑا اس میں پہلے قطرے کی خدمت بھی شامل ہے، اس قطرہ کا جو پریشر پڑا وہ بھی اس میں شامل ہے، اسی طرح آپ کا پہلی مرتبہ اللہ کہنا بھی ان شاء اللہ تعالیٰ رائیگاں نہیں جائے گا، ان کا نام لینا تو ہر صورت میں فائدہ مند ہے۔

اللہ تعالیٰ کے غضب کے اعمال سے بچنے پر ولایت موقوف ہے

تو دو باتیں ہو گئیں، نمبر ایک کسی اللہ والے سے باقاعدہ اصلاحی تعلق قائم کرنا، نمبر دو اس اللہ والے سے پوچھ کر اللہ کا ذکر کرنا، اب نمبر تین ہے مجاہدہ اختیار کرنا، بری صحبتوں سے اور گناہوں سے بچنا۔ بس آپ یہ تین کام کرلیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ ہو جائیں گے، اہل اللہ کی صحبت، ذکر اللہ کا اہتمام اور اللہ کے غضب کے اعمال سے دوری۔ یہ تیسرا نسخہ ذرا مشکل ہے، لیکن ہم مشکل کو آسان کر سکتے ہیں ؎

جو آسان کرلو تو ہے عشق آساں
جو دشوار کرلو تو دشواریاں ہیں

تو گناہوں سے بچنا آسان کیسے ہے؟ جس حسین شکل سے ذرا سی بھی کشش محسوس ہو، اس کی طرف میلان ہو جائے یا امید ہو جائے کہ یہ گناہ پر راضی ہوجائے گا یا ہو جائے گی، اس سے بہت دور بھاگو، اتنی لڑائی کرلو کہ کسی کو دوسرے سے کوئی امید نہ رہے، اس سے اتنا دور ہوجاؤ کہ اس کا ذکر بھی نہ کرو، اس کی گلی کی طرف بھی مت جاؤ، چاہے تمہارا کتنا ہی بڑا نقصان ہو جائے، سو روپے کا رومال اس طرف ملتا ہے، چار روپے میں ادھر مت جاؤ، چاہے چھیانوے روپے کا نقصان ہو جائے، اس کی گلی میں مت جاؤ کیونکہ شیطان بہت بڑا مکار ہے، اس کی گلی میں گئے تو فوراً پرانا ٹیلیویژن دکھادے گا یعنی پرانی یادیں تازہ کرادے گا پھر تم بچ نہیں سکتے۔

ولی اللہ بنانے والے تین اعمال

بس یہ تین کام کر لیجئے اسی پر آج کا مضمون ختم ہو گیا۔ نمبر ایک اہل اللہ کی صحبت اختیار کریں، ان کو ضابطے سے اپنا مصلح بنالیں، کہہ دیں کہ آج سے آپ میرے مصلح ہیں، اس کام میں شرمائیں مت، حلوائی لاکھ میلا کچیلا پسینہ والا ہو لیکن اگر سید صاحب کو، شیخ صاحب کو حلوائی بننا ہے تو حلوائی کہے گا کہ مولانا صاحب اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیجئے، پھر میں مٹھائی بنانا سِکھاؤں گا، اگر کتاب دیکھ کر حلوائی بنو گے تو مٹھائی چڑیا کی چونچ بن جائے گی، تو اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو۔ نمبر دو ذکر اللہ کا اہتمام کرو۔ آج بعضوں کو اہل اللہ کی صحبت اہل اللہ سے محبت حاصل ہے مگر ذکر اللہ کا اہتمام نہیں ہے لہٰذا روحانیت کمزور ہونے سے وہ پٹخنیاں کھا رہے ہیں، شیطان اور نفس تم کو بری طرح مار رہے ہیں، جب کوئی عمل نہ کرے تو بے چارہ پیر کیا کر سکتا ہے اور بعضوں نے اہل اللہ کی صحبت بھی اختیار کی، ذکر اللہ کا اہتمام بھی کیا لیکن گناہ نہیں چھوڑے، چھپ چھپ کر گناہ کرتے رہے، اس پر میرا شعر ہے۔

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہلِ جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

جب پھینٹی پڑے گی تو پتہ چل جائے گا، ایسے شخص کو بری طرح ذلیل کر کے نکالا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نیک ماحول بھی چھین لیتا ہے، یہ سمجھ لو کہ اللہ اکثر نیک ماحول کی نعمت بھی چھین لیتا ہے:

﴿لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ﴾

(سورۃ ابراھیم، آیت:۷)

نعمت کا شکر ادا کرنے سے نعمت زیادہ ملتی ہے، اگر تم نے تقویٰ اختیار نہیں کیا اور چھپ چھپ کے گناہ کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ اسبابِ رسوائی پیدا کر دیں گے، صحبتِ صالحین کی نعمت چھین لی جاتی ہے، ایسے شخص کا یا تو دماغ خراب ہو جائے گا یا پاگل ہو جائے گا یا کسی اور چکر میں پڑ جائے گا۔

تو ان تین باتوں کو نوٹ کر لیجئے اور دعا کر لیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرا اور میرے ساتھیوں کا سفر عافیت کے ساتھ مکمل فرما دے اور آپ لوگوں کو خوب دعا مانگنے کی توفیق دے دے۔ اگر آپ مجھے اپنا وکیل بنا دیں گے کہ میری طرف سے روضہ مبارک پر صلوٰۃ وسلام پیش کر دیا جائے تو میں اس کی خدمت کے لئے بھی تیار ہوں، یہ ایک ایسا کام ہے جسے بغیر وکیل بنائے کرنے سے بزرگوں نے منع کیا ہے کہ فلاں صاحب نے آپ سے کچھ کہا نہیں، آپ کو اپنا وکیل بنایا نہیں اور آپ نے خود ہی سب کی طرف سے وکالت قبول کر لی، ارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ مبارک پر صلوٰۃ وسلام کے لیے آپ کسی کو وکیل بنائیں تو کون ایسا نالائق ہے جو کہے گا کہ میں آپ کا وکیل نہیں بنتا۔ لہٰذا میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کر دوں گا کہ جمعہ کے دن خانقاہ میں اس تاریخ کو جتنے لوگوں نے مجھے وکیل بنایا ہے ان کی طرف سے

اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی خدمتِ اقدس میں صلوٰۃ سلام پیش کرتا ہوں اور آپ لوگ دعا کے لئے بھی کہہ دیجئے کہ ہمارے لئے دعا کرنا۔

اب ہم آپ کی دعا کے بھی وکیل بن گئے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی یہ وکالت چلتی ہے لہٰذا میں کہہ سکوں گا کہ جن لوگوں نے مجھ سے دعاؤں کے لئے فرمائش کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہاں کی فلاح سے مالا مال کر دے اور سب سے بڑی دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضی میں جینا مرنا نصیب فرمائے اور اپنی ناراضگی سے بچنے میں بھی موت آجائے تو وہ بھی اللہ ہمیں عطا کردے، گناہوں سے بچنے میں اگر موت بھی آجائے تو اس کے لئے تیار رہو، اس سے مبارک موت اور کیا ہوسکتی ہے، اللہ تعالیٰ ہماری دنیا و آخرت بنا دے، ہمارے بچوں کو ہمارے گھر والوں کو اور ہمارے جتنے دوست بیٹھے ہیں ان کو اور ان کے گھر والوں کو اور جو خواتین مائیں، بہنیں، بیٹیاں آئی ہیں، اللہ ان کو، ان کی اولاد کو، ان کے شوہروں کو سب کو اللہ والا اور اللہ والی بنا دے اور اس خانقاہ کو بین الاقوامی بافیض خانقاہ بنا دے، جو بھی یہاں آئے اے اللہ محروم نہ جائے، اے اللہ! اپنی محبت کی خوشبو کو سارے عالم میں پھیلا دے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِ كْرَامِ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ